ضاد کا مخرج

حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ نے غیر المغضوب علیھم کی تفسیر میں فرمایا:

"مسئلہ۔ جو شخص ضاد کی جگہ ظاء پڑھے۔ اس کی امامت جائز نہیں ہے" (محیط برہانی)

سرفراز صاحب نے صدر الافاضل کی اس مختصر تفسیر پر کئی طرح سے پیچ و تاب کھایا ہے۔ لیکن یہ تحریر ان کے گلے میں جاکر اس طرح پھنسی ہے۔ نہ اُگلے بن پڑتی ہے اور نہ نگل کر ہی وہ آرام پا سکے۔ اس عبارت پر ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ محیط برہانی کا مجمل حوالہ دیا گیا۔ تفصیل ذکر نہیں کی۔ دوسرا یہ کہ مطلقاً ایک حرف کو دوسرے سے بدلنے کا یہی حکم ہے۔ پھر ضاد کی تخصیص کی کیا وجہ ہے۔ تیسرا یہ کہ مسئلہ امام و مقتدی سب کے لئے یکساں ہے۔ پھر امام کی تخصیص کیوں کی۔ پھر ان اعتراضوں کے ضمن میں سرفراز صاحب نے اپنے ناقص مطالعہ اور علمی بے مائگی کی وجہ سے جو ٹھوکریں کھائی ہیں۔ وہ بیان سے باہر ہیں۔ ہم انشاء اللہ العزیز اس بحث کے ضمن میں ان خامیوں کی طرف اجمالی اشارے کریں گے۔ فنقول و باللہ التوفیق۔

مجمل حوالہ کا جواب

صدر الافاضل سے آپ کو یہ شکایت ہے۔ کہ انہوں نے محیط برہانی کا مجمل حوالہ پیش کیا۔ میں کہتا ہوں کہ کیا آپ اور آپ کے معنوی آباؤ اجداد نے کبھی کسی کتاب کا مجمل حوالہ پیش نہیں کیا۔ پھر صدر الافاضل پر غیظ و غضب کا اظہار کیوں ہے۔ بلکہ فتاویٰ رشیدیہ کو اگر آپ نے جانبداری کی عینک اتار کر دیکھا ہوتا۔ تو پتہ چلتا

پورے فتاویٰ رشیدیہ میں بکثرت فتاویٰ بغیر کسی حوالے کے مذکور ہیں۔ پھر مجمل حوالے تو ایک طرف رہے۔ آپ کے سلوف تو بے بنیاد اور خلاف واقع حوالے پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ آپ کے اکابر نے سیف النقی میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے والد صاحب کے نام سے ایک کتاب تحفۃ المقلدین اختراع کی۔ ایک کتاب ہدایۃ البریئہ کے نام سے ایجاد کی۔ پھر مزید ترقی کی اور مرأۃ الحقیقۃ کے نام سے ایک کتاب غوث اعظم کی طرف منسوب کرکے وضع کی۔ کاش صدر الافاضل پر مجمل حوالہ کے طعن کرنے سے پہلے آپ نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی ہوتی۔ آپ کے معنوی والد اشرف علی صاحب تھانوی نے تفسیراتِ احمدیہ کے منہیات کا حوالہ پیش کیا۔ اور آپ کو بھی تسلیم ہے کہ اس کے منہیات کا کہیں وجود نہیں۔ باقی یہ کہہ دینا کہ ضرور ان کے پاس کوئی منہیات والا نسخہ ہوگا دل کے بہلانے کے لئے کافی ہے۔ دلائل و براہین کی دنیا میں اس سے کام نہیں چلتا۔ ایسی بے سروپا باتیں کہہ کر آپ صرف شاگردوں اور معتقدین کے زمرہ میں بیٹھ کر داد و تحسین حاصل کر سکتے ہیں۔ استدلال کے میدان میں ان احتمالات رکیکہ کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

صدر الافاضل کا حوالہ مجمل ہے۔ پھر کیا ہوا۔ بات تو تب تھی کہ آپ کہتے کہ یہ حوالہ غلط ہے۔ اور اسے ثابت کرتے۔ شکر کیجئے۔ صدر الافاضل نے تفصیل نہیں کی۔ ورنہ آپ کو مہنگی پڑتی۔ اگر نہیں مانتے تو لیجئے تفصیل حاضر ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں:

وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرأ الظاء المعجمۃ مکان الضاد المعجمۃ او یقرء اصحاب الجنۃ مکان اصحاب النار او علی

اور محیط میں ہے کہ امام فضلی سے سوال کیا گیا کہ اس شخص کا کیا حکم ہے جو ضاد کی جگہ ظاء یا اصحاب جنت کی جگہ اصحاب النار پڑھے فرمایا اس شخص کی امامت جائز نہیں (اور

العکس فقال لا تجوز امامتہ و لو تعمد یکفر۔

اور اگر قصداً ایسا کرے تو کافر ہے۔
(شرح فقہ اکبر ص ۱۶۷)

صدر الافاضل نے تو فقط یہ فرمایا تھا کہ ضاد کو ظا وسے بدلنے والے کی امامت جائز نہیں۔ اور صاحب محیط نے اس پر یہ زیادتی بھی کی ہے، کہ ایسا عمداً کرنے والا کافر ہے۔ آخر کار آپ نے اپنے آپ کو کافر منوا کے چھوڑا۔ یہی وہ عبارت ہے۔ جس کو سرفراز صاحب بھی مدہوشی نہیں بطور ان کہی کے اپنی کتاب میں نقل کر چکے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے جو کچھ نقل کیا۔ وہ ملا علی قاری کا کلام ہے۔ اور ہماری گفتگو اس وقت محیط کی اصل عبارت میں ہے۔

مُنیتہ المصلّی کی عبارت میں خیانت

اس بحث میں سرفراز صاحب نے کامل بددیانتی سے کام لیتے ہوئے مُنیتہ المصلّی کی اس عبارت کا ذکر تو کر دیا۔ جس کو صاحب منیتہ نے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے...... اور اس سے چند سطر اوپر والی عبارت چونکہ ان کے عقیدہ فاسدہ کے خلاف تھی۔ اس لئے اس کو کلیتہً ترک کر دیا جب کہ اس عبارت کو صاحب منیہ نے اکثر ائمہ کا معتمد علیہ قرار دیا ہے۔

دیکھئے یہ وہ عبارت ہے جس کو سرفراز صاحب نے نقل کیا:

وذکر فی الذخیرۃ اذا لم یکن بین الحرفین اتحاد فی المخرج ولا قرب الا ان فیہ بلوی عامۃ نحو ان یاتی بالذال مکان الضاد او یاتی بالزای المحض مکان الذال او الظاء مکان الضاد لا تفسد عند بعض المشائخ۔

ذخیرہ میں مذکور ہے جب کہ دو حرفوں میں نہ تو اتحاد فی المخرج ہو۔ نہ قرب ہو مگر اس میں بلوی عامہ ہو۔ مثلاً ضاد کی جگہ ذال یا ذال کی جگہ زائے محض کو یا ضاد کی جگہ ظا ر کہے تو بعض مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ وہ یہ ہے۔
(منیتہ المصلی ص ۱۱۸)

اما اذا قرأ مكان الذال ظاء او مكان الضاد ظاء او على القلب تفسد الصلوٰة وعليه اكثر الائمة ۔

بہرحال جب ذال کی ظاء یا ضاد کی جگہ ظاء پڑھا۔ تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اسی پر اکثر ائمہ کا مسلک ہے۔

(منیتہ المصلی ص ۱۱۸)

عبارات فقہائی توضیح

سرفراز صاحب کی اس خیانت کو ظاہر کرنے کے بعد اب ہم ضاد کی جگہ ضاد پڑھنے پر تفصیلی گفتگو کریں گے ۔ جس سے انشاء اللہ ظاہر ہو جائے گا کہ فقہاء کرام کی عبارتوں میں جو بظاہر اختلاف پایا جاتا ہے ۔ جسے سرفراز صاحب غوغا سے تعبیر کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ سب ایک ہی بات پر متفق ہیں ۔ اس سے قبل کہ ہم ان مختلف اقوال میں تطبیق کے لئے تمہید شروع کریں ۔ ان اختلافات کی نشاندہی کئے دیتے ہیں ۔

۱ ۔ امام فضلی نے جان بوجھ کر ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کو کفر قرار دیا ۔
۲ ۔ اکثر ائمہ نے فساد نماز کا سبب قرار دیا ۔
۳ ۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اس طرح پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن الفاظ اور معانی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے جیسا کہ کتب اصول میں تحریر ہے :

وهو اسم للنظم والمعنى جميعًا ۔

قرآن ۔ لفظ اور معنے دونوں کے مجموعہ کا نام ہے ۔

(نور الانوار ص ۹، حسامی ص ٦)

پس جس شخص نے قرآن کے ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیا تو اس صورت میں دو احتمال ہیں ۔ یا تو اس تبدیل شدہ لفظ کی نظیر قرآن میں موجود ہوگی ۔ اور معنی بھی مناسب ہوگا۔ اور یا اس کی نظیر قرآن میں نہ ہوگی۔

پہلی صورت میں لفظ نہ بدلا۔ اور نماز فاسد نہ ہوگی ۔ جیسے کوئی شخص لیغیظ کی ظاء کو ضاد سے بدل کر لیغیض پڑھے ۔ کیونکہ لیغیض کی نظیر غیض الماء قرآن

یں موجود ہے۔ اور معنی بھی مناسب ہے۔ کیونکہ غیض کا معنی ہے "کم ہونا" پس لیغیظ بھم الکفار کا معنی ہے "تاکہ کفار کو جلا دے" اور لیغیض بھم الکفار کا معنی ہے "تاکہ کفار کو کم کر دے" اور ان کی مناسبت ظاہر ہے۔

اور دوسری صورت میں یعنی حرف بدل گیا ہو۔ اور اس کی نظیر قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ پس لفظ تو بہرحال متغیر ہو گیا۔ اور معنی کے اعتبار سے تین احتمال ہیں۔ یا تو لفظ بدل دینے کے بعد بھی اصل معنی برقرار رہا۔ جیسے کوئی شخص لیغیظ میں ظار کی جگہ ذال پڑھے۔ کیونکہ دونوں کا ایک معنی ہے۔ قاموس میں ہے المغتاذ المغتاظ پس اس صورت میں صرف لفظ بدلا ہے۔ معنی نہیں بدلا۔ لہذا نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور اگر اصل معنی باقی نہ رہا تو یا تو تبدیلی کے لفظ مہمل رہ جائے گا یعنی اس کا کوئی معنی نہ ہو جیسے مغضوب میں کوئی ضاد کی جگہ ظار پڑھے۔ کیونکہ اس لفظ کا کوئی معنی نہیں۔ غنیۃ المستملی میں ہے۔ غظب بالظاء لیس لہ معنی اور یا اس لفظ کا معنی تو ہوگا۔ مگر یہ معنی لفظ قرآن کے خلاف اور اس کا متغیر ہوگا۔ جیسے کوئی شخص تلذذ کی ذال کو ظار سے بدل کر تلظظ پڑھے کیونکہ تلذذ لذت سے ماخوذ ہے۔ اور تلذ کا معنی لزوم ہے۔ (شرح المنیۃ ص ۴۴۹)

پس آخری دو صورتوں میں بھی جس نے مغضوب کی جگہ مغظوب پڑھا یا تلذذ کی جگہ تلظظ پڑھا۔ قرآن کا لفظ اور معنی دونوں کا نام ہے۔ پس یہ وہ الفاظ نہیں۔ جنہیں اللہ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا۔ اور جنہیں جبرائیل امین نے حضور پر اور حضور نے صحابہ پر پڑھا۔ اور ان پر غیر قرآنی الفاظ کو پڑھنے والا تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ عمداً غیر قرآن کو قرآن سمجھ کر پڑھتا ہے۔ اور یہ کفر خالص ہے۔ اور من افتری علی اللہ کذبا (اللہ تعالے پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا) کے تحت داخل ہے۔ پس جن فقہار نے ضاد کی جگہ ظار پڑھنے کو کفر قرار دیا۔ وہ اسی صورت پر محمول ہے۔ اور یا وہ غیر قرآن کو غیر قرآن سمجھتا ہے۔ لیکن عمداً نماز میں قرآنی کلمات (یعنی انسانی کلام) کو داخل کرتا ہے۔ پس اس

کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ انسانی کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان صلاتنا ھذہ لایصلح فیھا شیٔ من کلام الناس۔ — تحقیق ہماری ان نمازوں میں دنیاوی باتوں کی گنجائش نہیں ہے۔

اور اکثر ائمہ کرام جنہوں نے ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کو فساد نماز کا سبب قرار دیا۔ اسی صورت پر محمول ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ قاری انتہائی کوشش سے اپنے خیال میں لفظ کو اس کے مخرج سے ادا کرتا ہے۔ لیکن ادائیگی دوسرے لفظ کے مخرج یا اس کے مشابہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ پس اس صورت میں عموم بلوی کی وجہ سے نماز فاسد نہ ہو گی۔ کیونکہ لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ (اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔ اور بعض مشائخ جنہوں نے کہا ہے نماز فاسد نہ ہوگی۔ ان کا قول اسی صورت پر محمول ہے۔

فقہاء کرام کی عبارتوں کو سوچے بغیر سرفراز صاحب کا انہیں نوغا سے تعبیر کرنا۔ چھوٹا منہ بڑی بات کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور ان کا تفصیل تفصیل کی رٹ لگانا حقیقت میں ان عبارات کو سمجھنے کے لئے تھا۔ جو بہر حال ہم نے انہیں سمجھا دی ہیں۔ لیکن استفادہ کا یہ انتہائی غیر محمود طریقہ ہے۔ جسے دیوبند کے اس فاضل نے ایجاد کیا ہے۔

دیوبند کے اہل حق کی قرآن میں لفظی تحریف

صدر الافاضل کی تفسیر نقل کرنے کے بعد سرفراز صاحب لکھتے ہیں:

"مولوی صاحب نے عوام کو یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے والوں کی امامت جائز نہیں رہتا کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ اہلِ حق کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔" (تنقید متین ص ۴۰)

سوال یہ ہے کہ یہ اہلِ حق ضاد کی جگہ ظاد پڑھتے ہی کیوں ہیں۔ کیا انہیں قرآن میں لفظی اور معنوی تحریف کرتے ہوئے کوئی خدا کا خوف دامنگیر نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں کہیئے کہ غیر قرآن کو قرآن قرار دینے میں اور جو بات اللہ تعالےٰ نے نہیں کہی۔ اسے اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کرنے میں انہیں کوئی حیا نہیں آتی۔ اور کذب باری کا عقیدہ (دیوبندیوں کے خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے) کیا۔ اسی عذر کے لئے تو ایجاد نہیں کیا تھا۔

عموم بلوی کا جواب نام نہاد اہلِ حق کی اسی تحریف پر عذر لنگ پیش کرتے ہوئے سرفراز صاحب قاضی خان کی عبارت بے سمجھے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اس سے معلوم ہوا کہ ضاد۔ ظا اور ذال کو عموم بلوی اور تمیز میں مشقت کی وجہ سے ایک دوسرے کے مقام پر پڑھنے میں وسعت دی گئی ہے۔ کہ اگر الضالین کو الظالین پڑھا گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔"
(تنقید متین ص ۴۳)

اوّلاً تو یہ فقہاء کرام پر محض بہتان ہے کہ انہوں نے علی الاطلاق ضاد کو ظاد پڑھنے کی اجازت دی ہے، سرفراز صاحب نے قرآن کریم میں تحریف ثابت کرنے کے لئے یہ من گھڑت بات لکھی ہے۔ ورنہ فقہاء کا مقام اس سے بہت بلند ہے۔ کہ وہ تحریف خالص اور کفر صریح کی اجازت دیں۔

ثانیاً یہ کہ الضالین کو الظالین پڑھنے کا سبب تو آپ نے مخارج میں عدم تمیز قرار دیا ہے۔ تو کیا پورے دیوبند کے قرأت خانہ میں ایک بھی قاری ایسا نہیں جو الضالین کو الضالین پڑھے۔ اور دیوبند کے اکابر واصاغر میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ضاد اور ظاد کے مخارج اور صفات میں تمیز کر سکے۔ قرآن میں تحریف کی بنیاد آپ نے رکھی بھی تو ایسی رکھی جس نے پوری امت دیوبند کی بے علمی کا راز فاش کر دیا۔

سرفراز صاحب لکھتے ہیں:

"اس سے معلوم ہوا کہ حرف ضاد اور ظاء کی تمیز خاصی مشکل ہے اور ان کی ادائیگی میں خاصی مشقت ہوتی ہے۔" (تنقید متین ص ۴۲)

اور یہی بات ہم آئندہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اہلِ دیوبند کو ضاد اور ظاء کے مخارج میں تمیز نہیں ہے۔ عوام تو خیر عوام ہیں۔ ان کے علماء کو بھی اتنی تمیز اور سلیقہ نہیں۔ کہ ضاد کس طرح پڑھا جاتا ہے۔ نیز دیوبند کے علماء کی غلطی پر عموم بلوی سے استدلال کرنا بھی عجب بھونڈی منطق ہے۔ اس بے چارے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ عموم بلوی سے عوام کے لئے حکم ثابت ہوتا ہے خواص کے لئے نہیں۔ کیا دیوبند کے تمام علماء اور قاری حضرات عوام میں داخل ہیں کہ ان کی بے تمیزی اور غلط پڑھنے کو عموم بلوی کی وجہ سے معاف کر دیا جائے۔

ثالثاً یہ کہ فقہاء کرام نے خطاءً اور نسیاناً ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے والے کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ نہ کہ عمداً ظاء پڑھنے والے کو اور ذریت دیوبند نہ صرف یہ کہ عمداً ظاء پڑھتی ہے۔ بلکہ وہ ظاء پڑھنے پر اصرار کرتی ہے۔ اور اس نے اس تحریف کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ جیسا کہ سرفراز صاحب کو بھی اقرار ہے۔

"کہ اہلِ حق ضاد کی جگہ ظاء پڑھتے ہیں۔"

اور جو عمداً ضاد کی جگہ ظاء پڑھے اس کی نماز بہر حال فاسد ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اسی بحث میں ہے فقہاء فرماتے ہیں:

غیر المغضوب بالظاء والظالین بالذال لا بالضاد قال بعضهم لا تفسد هم ابو القاسم الصغار ومحمد بن سلمة وكثير من المشائخ افتوا به لعموم

غیر المغضوب کو ظاء سے پڑھنا یا ظالین کو ضاد سے پڑھنا۔ بعض نے کہا کہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور وہ ابو القاسم صغار اور محمد بن سلمہ ہیں اور بہت سے مشائخ نے اس پر عموم بلوی کی وجہ سے فتویٰ دیا کہ کیونکہ

البلوی فان العوام لایعرفون مخارج الحروف وقال امام ابو المحسن والقاضی الامام ابو العاصم ان تعمد ذٰلک تفسد و ان جری علی لسانہ ولم یکن ممن یمیز بین الحرفین لاتفسد ۔ (خزانۃ المفتی)

عوام مخارج حروف کو نہیں جانتے اور امام المحسن اور قاضی امام ابوالعاصم نے کہا کہ جس نے جان بوجھ کر ایسے پڑھا۔ تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر اس کی زبان پر بلا قصد جاری ہوا یا وہ ان دو حرفوں کے درمیان تمیز نہ کرسکتا تھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

خزانۃ الاکمل کی اسی بحث میں ہے:

اذا قرء مکان الظاء ضاداً او مکان الضاد ظاء فقال القاضی المحسن الاحسن ان یقال ان تعمد ذٰلک تبطل صلاتہ عالماً کان او جاھلاً اما لو کان مخطئاً اراد الصواب فجری ھکذا علی لسانہ او لم یکن ممن یمیز بین الحرفین فظن انہ ادی الکلمۃ کما ھی فھی غلط جائز بہ الصلوٰۃ ۔

جب ظاء کی جگہ ضاد یا ضاد کی جگہ ظاء پڑھا پس قاضی محسن نے کہا۔ بہترین قول یہ ہے کہ اگر اس نے قصداً ایسا کیا ہے۔ تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ خواہ عالم ہو یا جاہل اور اگر صحیح حرف ادا کرنے کی کوشش میں غلط حرف زبان پر آگیا یا وہ دو حرفوں میں تمیز نہ کرسکتا تھا۔ تو وہ لفظاً تو اس نے بہرحال غلط ہی پڑھا۔ لیکن نماز ہو جائے گی۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۴۱، ردالمحتار ج ۱ ص ۴۴۴)

ان عبارات سے یہ امر خوب واضح ہو گیا ہے کہ ضاد کی جگہ ظاء پڑھنا بہرکیف غلط ہے۔ اگر یہ غلطی دیدہ دانستہ کی گئی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر بے علمی اور عدم تمیز کی بناء پر یہ غلطی ہوئی تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔ اور جن عبارتوں کو سرفراز صاحب ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کے جواز پر لائے ہیں۔ ان کا اس کے سوا اور کوئی محمل نہیں ہے۔ اور سرفراز صاحب نے جس طرح ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ وہ قرآن میں تحریف کرنے کی ایک انتہائی مذموم حرکت ہے اور اسرائیلی کوشش ہے۔ غیر قرآن کو قرآن قرار دینے کا ایک کلیسائی حربہ

ہے۔ اور ہم سطور سابقہ میں محیط برہانی کے حوالہ سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ اس طرح ضاد کی جگہ ظاء پڑھنا کفر خالص ہے۔ اور و من اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبًا کا مصداق ہے۔

ضاد کو عمداً ظاء پڑھنا کفر ہے

محیط برہانی کا حوالہ شرح فقہ اکبر سے نقل کرنے کے بعد اب ہم اس موضوع پر صاحب جامع الفصولین کی عبارت پیش کرتے ہیں۔

یقراء الظأ مکان الضاد دیقرء کیف شأ واصحاب الجنۃ مکان اصحاب النار لم تجز امامتہ و لو تعمد کفر۔

جو آدمی ضاد کی جگہ ظاء پڑھے اور اصحاب الجنۃ کی جگہ اصحاب النار پڑھے۔ اس کی امامت تو بہر حال جائز نہیں (خواہ عمداً پڑھے یا سہواً) اگر عمداً پڑھتا ہے تو کافر ہو گیا۔

(جامع الفصولین ج ۲ ص ۳۱۶)

اب ذرا سرفراز صاحب منظر قیامت کو سامنے رکھ کے اور خوف آخرت کو دل میں جگہ دے کر غور کریں کہ مسئلہ تو امام اور مقتدی دونوں کے لئے یکساں ہے پھر صاحب جامع الفصولین نے امام کا مسئلہ بالخصوص کیوں ذکر کیا۔ صدر الافاضل پر سرفراز صاحب نے اس اعتراض کی بناء قائم کر کے جو طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کی ہے۔ اور منہ پھٹ ہونے کی وجہ سے جو منہ میں آیا کہتے چلے گئے ہیں۔ کیا اس تمام یاوہ گوئی کا رجوع صاحب جامع الفصولین کی طرف نہیں ہوتا۔ یہ کیسا ظلم اور صریح بے انصافی ہے کہ اگر صاحب جامع الفصولین صرف امام کا مسئلہ بیان کریں۔ تو آپ کے صبر و اطمینان میں کوئی فرق نہ آئے اور وہی بات صدر الافاضل نے فرمائی تو آپ اس طرح چیخ اُٹھے۔ جیسے قصر دیوبند میں زلزلہ آگیا ہو۔

حرفِ ضاد کی تخصیص کا جواب

رہا گکھڑوی صاحب کا یہ اعتراض کہ فقہاء کرام کا یہ ضابطہ تو تمام حروف کو شامل ہے۔ پھر ضاد اور ظاء کا مسئلہ ہی کیوں بیان کیا۔ جواب یہ ہے کہ

اوّل تو خصوصیت مقام قرینہ ہے۔ کیونکہ ولا الضالین میں ضاد کا ذکر ہے۔ اور ضاد کے ظاء سے ملتبس ہونے کا شائبہ تھا۔ اس لئے اس کے مسئلہ کو بیان کر دیا۔

ثانیًا یہ کہ چونکہ دیوبند کے اہلِ حق نے قرآن میں تحریف کرنے کے لئے حرفِ ضاد کو خاص کر لیا ہے۔ اس لئے صدر الافاضل رحمہ اللہ نے بھی بالخصوص ضاد کے مسئلہ کو بیان کر دیا۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ امام نے جواز مسح خفین کے اعتقاد کو اہلِ سنت کی علامت قرار دیا ہے۔ حالانکہ دوسری سنتوں کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن چونکہ مبتدعین شدت کے ساتھ موزوں پر مسح کا انکار کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے جواز مسح کو اہلِ سنت کی علامت قرار دیا۔ نہ کہ باقی سنن کے عمل پر جواز کو حالانکہ ان کا بھی یہی حکم ہے۔

ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں:

سئل ابو حنیفۃ رحمہ اللہ علیہ عن مذھب اھل السنۃ والجماعۃ فقال ان تفضل الشیخین ای ابابکر وعمر رضی اللہ عنھما وتحب الختنین ای عثمان وعلیا رضی اللہ عنھما وتری المسح علی الخفین وتصلی خلف کل بر وفاجر۔	امام ابو حنیفہ سے مذہب اہل سنت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ شیخین یعنے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو فضیلت دو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو دامادوں یعنی عثمان اور علی رضی اللہ عنہما سے محبت کرو۔ اور موزوں پر مسح کے جواز کا اعتقاد رکھو اور ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو۔

(شرح فقہ اکبر ص ۷۶)

اگر آپ کو ضاد کی خصوصیت سے شکوہ ہے۔ تو قرآن کریم کے اس خاص حرف میں تحریف کرنا چھوڑ دیجئے۔ ہم بھی آپ کا پیچھا چھوڑ دیں گے۔

امامت کی تخصیص کا جواب

باقی رہا یہ کہ مسئلہ امام و مقتدی سب کے لئے یکساں ہے۔ تو امام کی تخصیص کیوں کی گئی ہے۔ جواب یہ ہے کہ جب یکساں ہے۔ تو خواہ امام کے بارے

میں بتایا جائے یا مقتدی کے بارے میں کیا فرق پڑتا ہے۔ بلکہ مقتدی کی نسبت امام کے لئے مسئلہ بیان کرنا زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ کیونکہ مقتدی کی نماز فاسد ہونے سے ایک کی نماز فاسد ہوگی اور امام کی نماز کے فساد سے تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں امام کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ امام کو عالم اور قاری ہونا چاہیئے۔ بخلاف عوام کے کیونکہ اقتداء کے لئے تجوید و قرأت کا جاننا ضروری نہیں ہے۔ بات تو بالکل سیدھی اور صاف تھی۔ ناراضگی کی وجہ نہ تھی۔ مگر شاید آپ کو اپنی امامت کا خطرہ پڑ گیا تھا۔ کہ اگر لوگ اس حقیقت پر مطلع ہو گئے کہ ضاد کو ظاء پڑھنے والے کی امامت صحیح نہیں۔ تو پھر آپ کی امامت جاتی رہے گی۔ اور روٹیوں کے لالے پڑ جائیں گے۔ کاش آپ نے دنیاوی چند روزہ روزگار کے بجائے متاع آخرت کو ترجیح دی ہوتی۔ خدا کے خوف کو دل میں جگہ دے کر ضاد کو ضاد ہی پڑھا ہوتا۔ انا لہ لحافظون کی لاج رکھی ہوتی۔ چند سنہری سکوں کے عوض قرآن کو نہ بدلا ہوتا۔

